بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم یکشنبہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

نمبر ۲۴۱	۲۶ اخاء ۱۳۴۵ ہش ۔ ۱ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۶ء	جلد ۵۵/۲۰

اخبار احمدیہ

۰ ربوہ ۱۵ راکتوبر۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

۰ کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ میں حضور نے کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ کی تفسیر بیان فرمائی اور حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ مرحوم کی خدمات پر روشنی ڈالی۔

نمناک آنکھوں، غمناک قلوب اور درد و سوز میں ڈوبی ہوئی عاجزانہ دعاؤں کے درمیان

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ کا جسدِ خاکی بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا

نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پڑھائی

جنازہ اور تدفین میں دور و نزدیک کے ہزارہا احباب کی شرکت

ربوہ ۱۵ راکتوبر۔ فاضلِ اجل، عالم باعمل، اسلام کے مایہ ناز مبلغ و مجاہد، سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت ممتاز و جلیل القدر خادم، خالدِ احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ کا جسدِ خاکی کل مورخہ ۱۴ راکتوبر ۱۹۶۶ء کو ۵½ بجے شام ربوہ کے علاوہ دور و نزدیک سے آئے ہوئے ہزارہا مومنوں کی نمناک آنکھوں، غمناک قلوب اور درد و سوز میں ڈوبی ہوئی عاجزانہ دعاؤں کے درمیان بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ خاص میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

اس طرح اسلام اور سلسلہ احمدیہ کا وہ فداکار، تمغ مصلح موعودؓ کا وہ جاں نثار، میدان تبلیغ و مناظرہ کا وہ شہسوار اور وہ حق کا پرستار روز اور شب زندہ دار جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پہلے ہو گزرنے والے عالی مرتبت بزرگ علماء کا قائمقام ہو کر عرصہ دراز تک علمی، تبلیغی، تربیتی، تعلیمی اور تنظیمی لحاظ سے اسلام اور جماعت کی نہایت قابلِ قدر اور لازوال بہا خدمات سرانجام دیتا رہا اور شرق و غرب میں بڑی کامیابی سے حق کی منادی کرتا اور لوگوں کو حق کی طرف بلاتا رہا تقضائے الٰہی اس جہانِ فانی سے ہمیشہ ہمیش کے لئے روپوش ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سرگودھا سے جنازہ کی آمد

جیسا کہ قبل ازیں اطلاع شائع ہو چکی ہے حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مورخہ ۱۳ راکتوبر کو چھ بجے شام سے کچھ دیر بعد سرگودھا میں وفات پائی تھی۔ آپ وہاں اسی روز گیارہ بجے قبل دوپہر اپنے دانتوں کا علاج کرانے کی غرض سے ربوہ سے سرگودھا تشریف لے گئے تھے۔ سرگودھا پہنچنے کے بعد آپ نے وہاں مکرم ڈاکٹر حاجی جنود اللہ صاحب سے ڈاڑھ بھروائی اور پھر اپنی ایک عزیزہ ڈاکٹر سلیمہ صاحبہ کے ہاں سٹیلائٹ ٹاؤن میں تشریف لے گئے۔

وہاں چار بجے سہ پہر آپ پر اچانک دل کا حملہ ہوا۔ آپ کے ایک عزیز ڈاکٹر شمیم صاحب نے جو وہاں موجود تھے، نیز مکرم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب نے معائنہ کر کے ضروری ادویہ دیں اور آپ کی طبیعت سنبھل گئی۔ لیکن ۶ بجے شام کے قریب دوبارہ حملہ ہوا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور مولائے حقیقی سے جا ملے۔ ۱۳ راکتوبر کو ہی سوا نو بجے شب آپ کا جنازہ سرگودھا سے ربوہ پہنچا۔

تجہیز و تکفین

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت ۱۳ راکتوبر کی رات کو ہی دور و نزدیک کی جماعتوں کو ٹیلیفون کے ذریعہ محترم شمس صاحبؓ کی وفات کی اطلاع دیدی گئی تھی۔ چنانچہ ۱۴ راکتوبر بروز جمعہ کی صبح سے ہی بیرونی جماعتوں کے احباب ربوہ پہنچنے شروع ہو گئے تھے۔ اور نماز جمعہ سے قبل تک سرگودھا، چنیوٹ، لائل پور، شیخوپورہ، لاہور، جہلم، گوجرانوالہ، گجرات، سیالکوٹ، ڈیرہ غازیخان، ملتان اور بہت سے دوسرے شہروں کے امرائے جماعت اور احباب بہت کثیر تعداد میں ربوہ پہنچ چکے تھے۔

۱۴ راکتوبر کو ۱۱ بجے کے بعد غسل دیا گیا

غسل حضرت مولانا شمس صاحبؓ کے خسر محترم خواجہ عبید اللہ صاحب افسر تعمیرات صدر انجمن احمدیہ اور مکرم الحاج مرزا نذیر احمد صاحب آف نذیر کلاتھ ہاؤس ربوہ نے دیا۔ اور انہوں نے ہی کفن پہنایا۔ محترم جناب سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی زیر ہدایت جامعہ احمدیہ کے طلباء میں سے نصیر احمد صاحب، محمد اعظم صاحب ورک، محمد اعظم صاحب اکسیر اور محمد دین صاحب ناز نے غسل اور تجہیز و تکفین میں ہاتھ بٹایا۔ بعد ازاں جنازہ حضرت مولانا شمس صاحبؓ کے رہائشی مکان کی بیٹھک میں رکھ دیا گیا۔ جسے برف کی سلیوں سے ٹھنڈا کرنے کا خاص انتظام کیا گیا تھا۔ غسل اور تجہیز و تکفین کے وقفہ کے سوا صبح سے نماز جمعہ سے قبل تک اور پھر نماز جمعہ کے بعد سے نماز عصر تک ہزارہا احباب اور مستورات نے محترم مولانا شمس صاحب مرحوم کے چہرہ کی آخری بار زیارت کی۔

خطبہ جمعہ میں خدمات جلیلہ کا ذکر خیر

نماز جنازہ کے لئے پہلے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ کے معاً بعد کا وقت مقرر فرمایا تھا لیکن چونکہ حضرت شمس صاحبؓ کی بڑی صاحبزادی اور داماد ڈیرہ غازیخان سے اس وقت تک ربوہ نہ پہنچ سکے تھے۔ اس لئے حضور ایدہ اللہ نے نماز جنازہ نماز عصر کے بعد پڑھانے کا فیصلہ فرمایا۔ نماز جمعہ سے قبل حضور ایدہ اللہ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے حضرت شمس صاحبؓ کی علمی، تبلیغی اور انتظامی خدمات کا ذکر فرمایا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقاریر اور خطبات کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت شمس صاحبؓ کی خدمات پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں علمی لحاظ سے پہلے بزرگ علماء کا قائمقام قرار دیا اور خالد کے لقب سے سرفراز فرمایا تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ محترم مولانا شمس صاحب کی وفات پر ہمارے دل مغموم ہیں لیکن وہ خدا جس نے اس سلسلہ کو قائم فرمایا ہے اور جو نسلاً بعد نسلٍ علماء کے قائمقام پیدا کرتا چلا آ رہا ہے وہ اپنے اس سلسلہ کو شمس صاحبؓ کا ایک نہیں کئی قائمقام عطا فرمائے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو اس قابل بنائے کہ خدا اسے ان خوش قسمت لوگوں کے زمرہ میں شامل ہونے کی سعادت بخشے جنہیں خدا تعالیٰ اپنے قائمقامی کا شرف عطا کرتا ہے۔

نماز جنازہ اور تدفین

نماز جمعہ کے بعد نماز عصر تک بھی اہل ربوہ

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

مسعود احمد مبشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الہجرت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۶ء

حضرت مولانا شمس صاحب رضی اللہ عنہ کی رحلت

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممتاز بزرگ۔ اسلام اور احمدیت کے جلیل القدر مبلغ، خالدِ احمدیت، عالمِ بے بدل فاضلِ اجل حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس اچانک ہم سب کو داغِ مفارقت دے کر محبوبِ حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولانا شمس صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک ایسا بزرگ ہم سے رخصت ہو گیا جس نے بیک وقت تبلیغی، علمی، تربیتی اور تنظیمی میدانوں میں اسلام اور احمدیت کی گراں بہا خدمات سرانجام دیں۔ اور خدمات کا یہ سلسلہ آخری دم تک جاری رکھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی لمبی اور مسلسل بیماری کے ایام میں آپ کو حضور کی نیابت میں حضور ہی کی زیرِ ہدایت سالہا سال تک امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دینے کا جو خصوصی فخر حاصل ہوا۔ اس نے آپ کی خدماتِ جلیلہ کی قدر و قیمت اور اہمیت میں نمایاں اضافہ کر دیا تبلیغی میدان میں آپ کے معرکۃ الآرا مناظرے بلادِ عربیہ اور انگلستان میں اسلام کے بہادر اور نڈر مبلغ کی حیثیت سے آپ کی عظیم الشان خدمات جماعت کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ بعد ازاں قادیان اور ربوہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے رفیقِ خاص کی حیثیت میں جماعت کے اہم ترین کاموں میں آپ کا خاص حصہ۔ پھر ناظر اصلاح و ارشاد کی حیثیت میں مربیانِ سلسلہ کی راہ نمائی۔ الشرکۃ الاسلامیہ کے منیجنگ ڈائرکٹر کے طور پر تالیف و تصنیف کے میدان میں گراں بہا خدمات آپ کی ایمان افروز تقاریر اور بلند پایہ مضامین — یہ سب امور ایسے ہیں جو آپ کی گوناگوں صلاحیتوں آپ کے تبحرِ علمی اور آپ کی غیر معمولی خداداد استعدادوں کی روشن دلیل ہیں۔

بلاشبہ حضرت مولانا شمس صاحب مرحوم مغفور کی وفات جماعت احمدیہ کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے جو اسے اچانک دیکھنا پڑا۔ آپ کی رحلت سے بظاہر جماعت میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کی تلافی اللہ تعالیٰ ہی محض اپنے فضل و کرم سے کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت مولانا شمس صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اپنے خاص قرب سے نوازے۔ آپ کی بیگم صاحبہ آپ کے بچوں دیگر عزیزان اقربا اور تمام جماعت کا خود حافظ و ناصر ہو۔ اور اس صدمہ کو مومنانہ صبر سے برداشت کرنے اور آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دین کی بیش از بیش خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔

اس عظیم جماعتی صدمہ کے موقعہ پر احباب جماعت کو قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی وہ قیمتی نصیحت ضرور پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ جو کہ آپؓ نے ایک ایسے ہی جماعتی صدمہ کے موقعہ پر فرمائی تھی آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ

(۱) "یہ زندگی عارضی ہے اور ہر انسان نے بہرحال جلد یا بدیر مرنا ہے مگر ترقی کرنے والی جماعتوں کا کام یہ ہوتا ہے کہ جب ان میں سے کوئی فرد وفات پاتا ہے تو وہ اس کی جگہ لینے کے لئے (نام کی جگہ نہیں بلکہ حقیقی قائمقامی کے لئے) اس کام کے آدمی پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس جماعت کا اس موقعہ پر اولین فرض ہے کہ وہ اس ترقی کے مقام میں ہرگز کمی نہ آنے دیں جس پر وہ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے پہنچ چکی ہے۔"

(۳) میں جماعت کے نوجوانوں کو بڑے درد دل سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مرنے والوں کی جگہ لینے کے لئے تیاری کریں۔ اور اپنے دل میں ایسا عشق اور خدمت دین کا ایسا ولولہ پیدا کریں کہ نہ صرف جماعت میں کوئی خلا نہ پیدا ہو بلکہ ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے طفیل جماعت کی آخرت اس کی اولیٰ سے بھی بہتر ہو"

جو شمعِ فضلِ عمر کا تھا جاں نثار گیا

حضرت مولانا شمس صاحبؓ کی یاد میں

یہ کون جانبِ خلدِ بریں سدھار گیا
دلوں کا صبر و سکوں اٹھ گیا۔ قرار گیا

حضورِ ساقیٔ کوثر کا میگسار اٹھا
نشاطِ بادۂ عرفاں کا بادہ خوار گیا

حیاتِ مایۂ فانی کی عظمتیں بکھریں
متاعِ عمرِ گریزاں کا اعتبار گیا

سرودِ بزمِ محبت کی جاں ہوئی رخصت
جو شمعِ فضلِ عمر کا تھا جاں نثار گیا

"طلوعِ شمس" کا منظر دکھا کے مغرب میں
جہاں سے آیا تھا وہ مہرِ زرنگار گیا

قلم تھا جس کا روانی میں آبشار اٹھا
زباں تھی جس کی فصاحت میں شعلہ بار گیا

کرم جہاں پہ سدا یوں کرم نواز کرے
"ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے"

(عبدالسلام اختر ایم۔اے ربوہ)

عربی زبان کے ایک ہزار سال پرانے قلمی نسخے کا انکشاف

ابتدائی عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا ایک پیغمبر مانتے تھے

(محترم شیخ عبدالقادر صاحب حالی سٹریٹ اسلامیہ پارک لاہور)

آغازِ مسیحیت میں ایک ایسا فرقہ بھی موجود تھا جو حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی تو مانتا تھا لیکن خدا نہیں مانتا تھا۔ یہ انکشاف عربی زبان کے ایک ہزار سالہ پرانے قلمی نسخے سے ہؤا ہے جو ابھی ابھی منظر پر آیا ہے۔ یہ نسخہ ایک مسلمان عالمِ دین عبدالجبار نامی نے سُریانی سے عربی میں منتقل کیا تھا اور اسے یروشلم کی عبرانی یونیورسٹی کے پروفیسر شیلام پائنز نے استنبول میں دریافت کیا۔ اب یروشلم میں اس چھ سَو صفحے پر مشتمل مسودے کے عربی متن کو بھی چھاپا جا رہا ہے۔

اس مسودے میں بتایا گیا کہ موحّد فرقہ کے لوگ ۶۲ عیسوی میں یروشلم سے بھاگ اُٹھے۔ وجہ یہ ہوئی کہ رومنوں نے عبرانی لٹریچر پر پابندی لگا دی تھی۔ ان کا سارا لٹریچر عبرانی زبان میں تھا۔ ایک مخالف فرقہ نے رومنوں کے پاس مخبری کی دھمکی دی۔ رومنوں کے خوف سے اس فرقہ کے لوگ اپنا لٹریچر سمیٹ کر وہاں سے ہجرت کر گئے پھر یہ لوگ مدتوں شام و عراق کی خاک چھانتے رہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مسیحؑ کے ملفوظات اصلاً عبرانی زبان میں تھے۔ اس زبان کے لٹریچر کو نظر انداز کر کے دوسری زبانوں میں تعلیم دی جاتی ہے جس کی وجہ سے گمراہیاں پھیل گئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اصل کتاب پانچویں یا چھٹی صدی عیسوی میں سُریانی زبان میں لکھی گئی تھی۔ جب دسویں صدی میں اس فرقے کا احیاء ہؤا تو ایک مسلمان عالم عبدالجبار نے اسے عربی زبان میں منتقل کر دیا۔ مسودے میں تقریباً ایک سَو صفحات میں اس فرقے کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ علامہ عبدالجبار نے مزید چالیس صفحات میں اسکی شرح لکھی۔ جب عربی متن شائع ہو جائیگا تو یقیناً اس سے تقابل مذاہب کی تحقیق میں نئے دروازے کھل جائیں گے۔

یہ تفصیلات لندن ٹائمز مؤرخہ ۲۴ر جون ۱۹۶۶ء میں شائع ہو چکی ہیں۔

(۲)

اس وقت میرے سامنے لندن ٹائمز کا ایک اور مضمون ہے جو کہ اس نسخہ کے متعلق ۱۵ر جولائی ۶۶ء کی اشاعت میں درج ہے۔ نسخے کے ایک ورق کا فوٹو بھی شامل ہے۔ لندن ٹائمز کے نمائندۂ اسرائیل مقیم تل ابیب نے مزید تفصیلات بھیجی ہیں۔

پروفیسر شیلام پائنز نے بیان کیا کہ عربی نسخہ میں جس سُریانی کتاب کا ترجمہ پیش کیا گیا وہ آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے کی ہے۔ عبرانی نسل کے عیسائی جنہیں تاریخ میں "یہودی مسیحی" یا نصاریٰ کہا گیا یہ اُن کا علمی سرمایہ ہے۔ صحائفِ قمرآن کے انکشاف نے عیسائیت کے پسِ منظر کو روشن کر دیا۔ اس نسخہ کے انکشاف نے قرونِ اولیٰ کے عبرانی نسل کے عیسائیوں کی تاریخ کا گم شدہ باب ہمارے سامنے پیش کر دیا۔ مضمون کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:۔

"یروشلم کی عبرانی یونیورسٹی کے سکالرز آجکل ایک نئے نسخے کے پیشِ نظر ابتدائے عیسائیت کے متعلق سائینٹفک بنیادوں پر تحقیق کے لئے طلب کئے گئے ہیں۔ یہ نسخہ آج سے ۱۵۰۰ سال پہلے کے یہودی مسیحیوں کے آثار میں سے ہے۔ اس فرقہ کا دعوےٰ ہے کہ وہ "حواریانِ مسیحؑ کے جانشین" ہیں۔ عبرانی یونیورسٹی نے اس نسخہ کی مائیکروفلم حاصل کر لی ہے۔ اس نسخہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ یروشلم کے ابتدائی عیسائی ہیکل میں عبادات کے لئے جایا کرتے۔ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک نبی مانتے تھے۔ الوہیتِ مسیح کے منکر تھے۔ وہ تورات کے ماننے والے تھے اور شریعت کے تحت چلتے تھے۔ ان کے لٹریچر میں حضرت مسیحؑ کے ایسے اقوال ملتے ہیں جو کہ اناجیل میں مختلف رنگ میں درج ہیں جن سے ان اقوال کی اصل حقیقت کھل جاتی ہے۔ مثلاً انجیل میں لکھا ہے:۔

"یسوع سبت کے دن کھیتوں میں ہو کر گیا اور اس کے شاگردوں کو بھوک لگی اور وہ بالیں توڑ توڑ کر ہاتھوں سے مل مل کر کھانے لگے"

(لوقا ۶/۱)

بروئے تورات یہ کام سبت کے دن

نہیں تھا۔ لیکن اس نسخہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے بالیں توڑی نہیں تھیں بلکہ ہاتھ سے مل کر اُن کے دانے نکال کر کھائے تھے۔ بھوک کی حالت میں سبت کے دن اتنا کر لینا روا ہے۔

اس نسخہ میں حضرت مسیح کا ایک قول بایں الفاظ درج ہے:۔

"مَیں آدمیوں کی عدالت
نہیں کروں گا یا ان کے
اعمال کا محاسبہ کرنا میرا
کام نہیں"

لیکن انجیل میں لکھا ہے کہ لوگوں کی عدالت کا کام باپ نہیں کرے گا بلکہ اس نے یہ فرض بیٹے کو منتقل کر دیا ہے۔"

(۳)

اس نسخہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صلیبی واقعہ کے متعلق پانچویں صدی کے عیسائی مختلف الخیال تھے۔ نسخہ میں واقعہ صلیب کی دو صورتیں درج ہیں پہلی صورت تو کم و بیش انجیل یوحنا کے مطابق ہے لیکن تفصیلات میں اختلاف ہے۔ انجیل یوحنا سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر سے اتارے گئے۔ تو ان کے جسم میں دورانِ خون جاری تھا۔ ظاہر ہے کہ آپ "کوما" کی حالت میں تھے۔ دراصل آپ بقیدِ حیات تھے۔ اس نسخہ میں مزید کیا کچھ لکھا ہے؟ کہاں کہاں اختلاف ہے؟ یہ تفصیلات ابھی شائع نہیں ہوئیں۔ اشاعت پر مزید انکشافات کی توقع ہے۔

ایک دوسری روایت اس نسخہ میں یہ لکھی ہے کہ "یہودا اسکریوتی" نے اپنے آقا کو نہیں پکڑوایا تھا بلکہ ایک اور آدمی کی نشان دہی کر دی تھی۔ نتیجۃً حضرت مسیح کی بجائے ایک دوسرے شخص کو صلیب دیدیا گیا۔ یہ دوسری روایت عیسائی ذرائع سے ہمارے مفسرین نے اپنا لی۔ نسخہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اس بارہ میں مختلف الخیال تھے۔ اصل حقیقت مشتبہ تھی۔ ہمارے مفسرین نے جس روایت کو اپنایا اس کی کُنہ بھی معلوم ہو گئی ہے۔ قرونِ اولیٰ میں صلیبی واقعہ کے متعلق عیسائیوں میں بہت سی افواہیں پھیلی ہوئی تھیں انہی میں سے ایک افواہ یہ تھی کہ حضرت مسیحؑ کی بجائے کوئی دوسرا شخص صلیب پر چڑھایا گیا۔ عیسائی ذرائع سے یہ افواہ حاصل کر کے قرآن حکیم کی طرف منسوب کر دی گئی۔ (یہ نظریہ مشتبہ ہے۔ ایڈیٹر)۔

یروشلم کے ایک عیسائی عالم نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ آبائے کلیسا نے جس موحّد نصرانی فرقے کا ذکر کیا ہے اور جس کا لٹریچر ناپید تھا آج پہلی دفعہ اس عیسائی فرقے کا لٹریچر منکشف ہؤا ہے۔

(۴)

خیال کیا جاتا ہے کہ یہ نسخہ قرونِ اولیٰ میں موحّدین پر پابندیوں کے بعد کہیں چھپا دیا گیا یہاں تک کہ اسلامی عہد میں دوبارہ منکشف ہوئا۔ اصل نسخہ سُریانی زبان میں چوتھی اور چھٹی صدی کے درمیانی عرصہ میں لکھا گیا۔ پھر عربی میں منتقل ہؤا یہاں تک کہ دسویں صدی میں ایک بہت بڑے عالم دین عبدالجبار نامی نے اسے اپنی کتاب میں شامل کر لیا۔ اس طرح وہ محفوظ ہو گیا۔

نسخہ کے جس ورق کا فوٹو دیا گیا ہے وہ عیسائیت پر عبدالجبار کی تنقید پر مشتمل ہے۔ اس میں ابنیتِ مسیح کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

(۵) صحائفِ قمران کس فرقہ کی لائبریری کا سرمایہ ہیں؟ ایک خیال یہ ہے کہ یہ ابتدائی عیسائیوں کے ہیں جو کہ رومن حملہ کے وقت وادی قمران کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس نسخہ کی اشاعت پر اس نظریہ کو بھی تقویت ملے گی۔ صحائفِ قمران کی عبرانی نظموں میں لکھا ہے کہ رومنوں کے پاس ہماری مخبری کی جا رہی ہے تاکہ ہم اس خوف سے اپنے دین کو چھوڑ دیں لیکن ہم باطل سے دبنے والے نہیں ہیں۔ کوئی ابتلاء ہمیں دینِ حق سے منحرف نہیں کر سکتا۔ صحائف قمران میں ایک فرستادۂ حق کا ذکر ہے جو کہ موت کے مُنہ میں سے بچا لیا گیا اور یروشلم کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ کیوں نہ سمجھا جائے کہ اس فرستادہ سے مراد

حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ اہلِ قمران یروشلم کے عیسائیوں کے تتبع میں حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔ ان کی لائبریری میں یہودی لٹریچر بھی تھا۔ عیسائی لٹریچر بھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جب رومی یروشلم پر حملہ آور ہوں گے تو تم یہودیہ کے پہاڑوں میں بھاگ جانا۔ وادیٔ قمران یہودیہ کا پہاڑی علاقہ ہے۔ یروشلم کے عیسائی طیطس رُومی کے حملہ کے بعد پہلے یہودیہ کے اس علاقہ میں بھاگ کر آئے پھر یہاں سے اُردن بشام۔ عراق اور حجاز کی طرف بھاگ گئے۔ اپنا لٹریچر انہوں نے غاروں میں بند کر دیا جو کہ آج مل رہا ہے۔ زیرِ نظر سُریانی نسخہ اور صحیفۂ قمران کے حاملین میں مشابہت بتا رہی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی جوہر کے ٹکڑے ہیں۔ مزید انکشافات نسخہ کی اشاعت پر ہوں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

دین کی راہ میں
رسُولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی قربانیاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(محترمہ امۃ القدوس فرحت صاحبہ ربوہ)

صحابہ کرامؓ نے زندگی کے تمام میدانوں میں ترقی کا مقام حاصل کیا۔ دین کے لئے جذبۂ پرستش بانیٔ دین کی اطاعت فرمانبرداری تقوٰی۔ پرہیزگاری، اخلاق اور اوصافِ کریمہ میں خدائے عزّوجل نے انہیں تمام دنیا سے برتر بنایا۔ مندرجہ ذیل چند واقعات سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے قلوب میں دین کے لئے کیسی اور کتنی تڑپ تھی۔

کیا مرد کیا زن کیا بچے اور کیا بوڑھے ہر رنگ میں ہر وقت وہ قربانی کے لئے کمربستہ رہتے تھے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں قادسیہ (عراق) کے مقام پر جنگ جاری تھی۔ جنگ شروع ہونے سے کچھ وقت پہلے حضرت خنساءؓ اپنے چار بیٹوں کو لے کر میدانِ جنگ میں آئیں اور ان سے مخاطب ہوئیں:۔

"اے میرے عزیز بیٹو!
اے فرزندانِ اسلام!
تم نے اسلام قبول کیا
ہے۔ آنحضرتؐ کی پیروی کی
ہے۔ آج اُس محبوب رحیم
کے دین پر حملہ ہو رہا ہے۔
جاؤ اور اس دنیا کو چند
روزہ جانتے ہوئے اپنی
جانیں دین کی خاطر قربان
کر دو۔ یہ ارمان تمہاری
کمزور ماں کے سینہ میں
پنہاں ہے۔"

یہ سُن کر چاروں بیٹے گھوڑوں کی باگیں سنبھال میدانِ جنگ میں جا نکلے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ کمزور خنساءؓ خدا ان پر رحمت نازل کرے نے جب یہ خبر سُنی تو پروردگارِ عالم کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا۔

حضرت امام حسنؓ نے تین دفعہ اپنا نصف مال خدا کی راہ میں اور دین کے رستے میں دے دیا۔

جب مسلمان مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو پانی کی بہت تکلیف تھی۔ حضرت عثمانؓ اس وقت نئے نئے اسلام لائے تھے۔ آپ بہت دولتمند تھے۔ آپ نے سُنا کہ ایک کنواں جس کا پانی نہایت ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔ یہودیوں کی ملکیت میں ہے۔ آپ نے وہ کنواں بیس ہزار درہم میں خریدا اور مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

حضرت ابوبکرؓ عرب کے متمول تاجر تھے۔ آپ نے عین شباب میں اسلام قبول کیا اور پھر تمام خواہشات پر دین کو ترجیح دی۔ قبولِ اسلام کے وقت آپکے پاس چالیس ہزار دینار تھے جو آپ نے دین کی راہ میں وقف کر دیئے اور جب آپ نے وفات پائی تو اُس وقت مقروض تھے آپ نے وصیت کی کہ میرا باغ بیچ کر قرض ادا کیا جائے اور بقیہ مال حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ وہ بھی دین کی راہ میں کام آئے۔ چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔

چونکہ آپ نے جوانی میں اسلام قبول کیا تھا اس لئے آپ کا شمار نوجوان صحابہ میں تھا۔ آپ مسرور تھے کہ خدائے کریم نے اس عمر میں انہیں اسلام کی دعوت سے وافر حصہ عطا فرمایا لیکن ایک تڑپ ابھی بھی ان کے دل میں باقی تھی اور وہ یہ کہ اس وقت کئی غلام ایسے تھے جو دوسروں کے ماتحت تھے ان کے دل میں اسلام کی خواہش تھی مگر سرپرستوں کے ڈر سے وہ اسلام قبول نہ کر سکتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ دیکھا تو دولت اور جاہ و حشمت کی پرواہ نہ کی۔ اور بہت سے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت زیدؓ بھی ان میں سے ایک تھے۔

جب قرآنِ کریم کی آیت

من ذا الّذی یقرض اللہ قرضاً حسناً۔

نازل ہوئی تو ایک صحابی حضرت ثابت بن واحد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام اثاثہ دین کی راہ میں وقف کر دیا۔

جب قرآن پاک کی آیت لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا ممّا تحبّون نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے ایک سے ایک بڑھ کر قربانی کی۔ ایک نوجوان صحابی حضرت ابوطلحہؓ نے اپنی قیمتی جائداد دین کی راہ میں دے دی جس میں ایک میٹھے پانی کا کنواں بھی شامل تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کنویں کا پانی بڑے شوق سے پیا کرتے تھے۔

حضرت ابووقاص قریب المرگ تھے کہ آنحضرتؐ تشریف لائے۔ آپ نے حضورؐ سے $\frac{2}{3}$ حصہ مال دین کی راہ میں قربان کرنے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن حضورؐ نے اجازت نہ دی اور فرمایا $\frac{1}{3}$ کافی ہے۔

حضرت عبد الرحمانؓ بن عوف نے جوانی میں اسلام قبول کیا۔ آپ بہت امیر تھے لیکن آپ کو دولت سے قطعاً پیار نہ تھا۔ آپ صرف اس وقت دولت کو پسند فرماتے تھے جب وہ دین کی راہ میں صرف ہو رہی ہو۔ آپ نے دو دفعہ چالیس چالیس ہزار دینار دین کی راہ میں دیئے۔ اور ایک غزوہ کے موقع پر پانچ سَو گھوڑے و اونٹ پیش کئے۔

ایک دفعہ حضرت طلحہؓ آنحضورؐ اور دیگر مجاہدین کے ساتھ ایک میٹھے پانی کے چشمہ کے قریب سے گزرے۔ آپ نے یہ چشمہ خرید لیا اور راہِ خدا میں وقف کر دیا۔

حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف جن کا اوپر بھی ذکر آ چکا ہے نے جب وفات پائی تو قبل از وفات ایک وصیت لکھی جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ میری جائداد میں سے ۵۰،۰۰۰ دینار اور ایک ہزار گھوڑے راہِ خدا میں وقف کر دئے جائیں۔ نیز جس قدر بدری صحابی زندہ ہیں ان میں سے ہر ایک کو چار سَو دینار فی صحابی دئے جائیں۔ اس وقت ایک سَو سے زائد بدری صحابی زندہ تھے سب نے خوشی سے یہ وصیت قبول کی حتّٰی کہ حضرت عثمانؓ نے بھی اس وصیت میں سے حصہ لیا۔

حضرت صہیبؓ ابتدائی مسلمان تھے۔ آپ بہت غریب تھے اور قریشِ مکہ آپکو بہت تنگ کرتے تھے۔ تنگ آ کر جب آپ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو مشرکین نے کہا کہ جب تم یہاں آئے تھے تو بے حد مفلس تھے۔ اب ہماری وجہ سے اگر تم مالدار ہوئے ہو تو بھاگنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ یہ نہایت مشکل وقت تھا ایک طرف ایمان کی حرارت انہیں مدینہ کی طرف کھینچتی اور دوسری طرف مال کی زنجیر ان کو مکّہ میں رہ کر ظلم وستم سہنے پر مجبور کر رہی تھی۔ بالآخر آپ نے فرمایا اگر میں اپنا تمام مال و اسباب تمہارے سپرد کر دوں تو پھر تم مجھے جانے دو گے۔ مشرک رضامند ہو گئے۔ آپ نے تمام متاع ان کے سپرد کر دیا۔ اور خود ایمان کی بھٹی میں کود کر کُندن ہو گئے۔

شوریٰ انصار اللہ (۲۸-۲۹-۳۰ ؍ اکتوبر) کے نمائندگان کے اسماء جلد بھجوا دیئے جائیں

قائد عمومی
مجلس انصار اللہ مرکزیہ

وصایا کیلئے تین مسودے

باوجود بار بار اعلان کرنے اور احباب کو توجہ دلانے کے نئی وصایا کی معقول تعداد پھر نفسِ مضمون کے لحاظ سے غلط اور نامکمل آرہی ہے۔ لہٰذا اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی ہے کہ نئی وصایا لکھنے اور مکمل کرنے کے لئے جو تین مسودے ہیں ان کو وصیت کرنے والے احباب اور بالخصوص سیکرٹری صاحبان وصایا کی آگاہی اور اطلاع کیلئے اخبار میں شائع کر دیا جائے اور درخواست کی جائے کہ ان میں سے جو مسودہ وصیت کرنے والے دوست کے مناسب حال ہو وہ اپنی وصیت لکھتے وقت یا لکھواتے وقت اسے مدنظر رکھیں۔ ہاں اگر کوئی ایسی زائد بات ہو کہ یہ مسودات اس میں راہنمائی نہ کر سکیں تو اس بات کی وضاحت کر کے وصیت لکھنے سے پہلے دفتر سے مشورہ کر لیں مشاورتیہ مسودات درج ذیل ہیں جو رسالہ الوصیۃ شائع کردہ نظارت بہشتی مقبرہ ۱۹۶۶ء کے صفحات ۵۹ تا ۶۳ پر بھی درج ہیں۔

مضمون وصیت ۱

(ان لوگوں کے لئے جن کا گذارہ صرف آمد پر ہے)

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۔ ۔ ۔ ۔ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۔ ۔ ۔ ۔ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر/منظوری وصیت سے نافذ کی جاوے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
فلاں ابن فلاں	دستخط موصی	فلاں ابن فلاں
مع مکمل پتہ	مع مکمل پتہ	مع مکمل پتہ

مضمون وصیت ۲

(اُن لوگوں کیلئے جن کا گذارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے)

میرا گذارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے اور میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ میں اس کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ جائیداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۔ ۔ ۔ ۔ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر/منظوری وصیت سے نافذ کی جاوے۔

نوٹ:-

۱۔ اس مضمون کے بعد جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل دی جائے۔ زمین یا مکان کی صورت میں اس کا محل وقوع رقبہ اور اندازہ قیمت لکھا جائے۔

۲۔ چونکہ مارشل لاء کے قاعدہ نمبر ۶۴ کے تحت زرعی اراضی کا انتقال یا ہبہ انجمن کے نام نہیں ہو سکتا اسلئے زرعی اراضی کی صورت میں مندرجہ ذیل تحریر علیحدہ لکھ کر وصیت کیساتھ شامل کی جائے:

"میں اپنی زرعی اراضی رقبہ ۔ ۔ ۔ ۔ مالیتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ واقع ۔ ۔ ۔ ۔ جو میں نے اپنی وصیت میں تحریر کی ہے اس کا حصہ وصیت منڈی کے بھاؤ اپنی زندگی میں ادا کروں گا۔ اگر میں ادا نہ کر سکوں اور میرے ورثاء بھی ادا نہ کریں تو میری یہ وصیت منسوخ سمجھی جائے۔"

گواہ شد	العبد	گواہ شد
(نام ولدیت مکمل پتہ)	(نام ولدیت مکمل پتہ)	(نام ولدیت مکمل پتہ)

۳۔ مستورات کا مہران کی جائیداد میں شامل ہے۔ اور وصیت میں اس کا ذکر ضروری ہے کہ کس قدر ہے اور آیا وصول ہو چکا ہے یا ہنوز ذمہ خاوند واجب الادا ہے اگر واجب الادا ہے تو خاوند کو اپنی طرف سے یہ تحریر شامل وصیت کرنی چاہیئے کہ مہر کی اتنی رقم مجھ پر واجب الادا ہے میں اس کا حصہ وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرنے کا ذمہ دار رہوں۔

۴۔ زیورات جو وصیت میں پیش کئے جائیں ان کی تفصیل اور وزن اور قیمت موجودہ درج کی جائے۔

گواہ شد	العبد
فلاں ابن فلاں معہ مکمل پتہ	فلاں ابن فلاں معہ مکمل پتہ

گواہ شد

فلاں ابن فلاں

معہ مکمل پتہ

مضمون وصیت ۳

(اُن لوگوں کے لئے جن کا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ مگر موجودہ حالت میں اُن کی کچھ جائیداد بھی ہے)

۱۔ میری موجودہ جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے میں اس کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

۲۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۔ ۔ ۔ ۔ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر/منظوری وصیت سے نافذ کی جاوے۔

نوٹ:- اس وصیت میں بھی وہ چاروں نوٹ مدنظر رکھے جائیں جو مضمون وصیت نمبر ۲ میں لکھے گئے ہیں لیکن جائیداد کی تفصیل اس مضمون کے فقرہ نمبر ۱ کے بعد درج کر کے فقرہ نمبر ۲ شروع کیا جائے۔

العبد

فلاں ابن فلاں معہ مکمل پتہ

گواہ شد	گواہ شد
فلاں ابن فلاں	فلاں ابن فلاں
معہ مکمل پتہ	معہ مکمل پتہ

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ کی تدفین

بقیہ صفحہ ۳

ان میں سے پانچ فرزند اور دو بیٹیاں ہیں۔ بڑے دو صاحبزادے مکرم ڈاکٹر صلاح الدین شمس اور مکرم فلاح الدین شمس آجکل امریکہ میں ہیں تیسرے صاحبزادے عزیز منیر الدین شمس جامعہ احمدیہ میں تعلیم پا رہے ہیں۔ چوتھے فرزند عزیزم بشیر الدین شمس تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی دسویں جماعت میں پڑھتے ہیں اور سب سے چھوٹے صاحبزادے عزیز ریاض الدین شمس جماعت پنجم کے طالب علم ہیں۔ بڑی صاحبزادی جمیلہ شمس صاحبہ اہلیہ مکرم ملک نسیم احمد صاحب پلیڈر ڈیرہ غازیخاں ہیں چھوٹی صاحبزادی عزیزہ عقیلہ شمس نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ میں آٹھویں جماعت میں پڑھتی ہیں۔

تعزیت

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ ایسے بجید متبحر عالم اور جلیل القدر خادم سلسلہ کی وفات ایک عظیم جماعتی صدمہ اور قومی نقصان ہے۔ ادارہ الفضل آپ کی وفات پر آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ آپ کی اولاد اور دیگر افراد خاندان اور جملہ احباب جماعت سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا شمس صاحبؓ کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے اور آپ کے جملہ افراد خاندان اور جماعت کو یہ صدمہ مومنانہ صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق بخشے اور اس نقصان کی اس رنگ میں تلافی فرمائے کہ آپ کی جگہ لینے والے ہمیشہ ہی بکثرت پیدا ہوتے رہیں۔ آمین اللہم آمین۔

علمی مقابلوں میں شامل ہونیوالے خدام تعلیمی کارڈ ضرور ساتھ لائیں (منتظم اشاعت سالانہ اجتماع)

سالانہ اجتماع میں شامل ہونے والے اطفال کیلئے دس ضروری ہدایات

۱ - عہدیداران مجالس - اجتماع میں شامل ہونے والے اطفال کے نام - ولدیت - عمر کلاس پر مشتمل فہرست اجتماع سے قبل بھجوا دیں تا ٹکٹ وغیرہ جاری کئے جا سکیں

۲ - اجتماع میں شامل ہونے والے اطفال کے ہمراہ ان کا ناظم یا مربی ضرور ہو - اگر اسے کوئی مجبوری ہو تو قائد صاحب کسی اور موزوں دوست کو نگران بنا کر اطفال کے ہمراہ بھجوائیں -

۳ - اجتماع میں شامل ہونے والے بیرونی اطفال اپنے ہمراہ طفل کا تھیلا ضرور لائیں جس میں پلیٹ - مگ - بھنے ہوئے چنے وغیرہ موجود ہوں - نیز ہر دس اطفال کے لئے ایک لالٹین بھی ہونی چاہیئے -

۴ - اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر طفل اطاعت کا بہترین نمونہ قائم کرے -

۵ - دوران اجتماع عمدہ اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے اطفال کو انعامات دئے جائینگے

۶ - علمی مقابلوں کے لئے دو معیار ہوں گے ایک ۷ سے ۱۱ سال تک اور دوسرا ۱۱ سے ۱۵ سال تک کے اطفال پر مشتمل ہوگا -

۷ - تقریری مقابلہ کے لئے مندرجہ ذیل عناوین مقرر کئے گئے ہیں - وقت (۳ منٹ)
۱ - خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
۲ - حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے
۳ - احمدی بچوں کی ذمہ داریاں

۸ - مقابلہ مضمون نویسی کے عناوین یہ ہیں - (وقت ایک گھنٹہ)
۱ - پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار
۲ - صداقت حضرت مسیح موعودؑ
۳ - ایک مثالی طفل کا کردار ہونا چاہیئے

۹ - دینی معلومات و ذہانت کا پرچہ جملہ اطفال کے لئے لازمی ہوگا -

۱۰ - ربوہ مرکز احمدیت ہے - اجتماع کے موقع پر اطفال مقدس مقامات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور کوئی ایسی حرکت نہ کریں - جو مرکز کے وقار کے خلاف ہو -

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

سنٹرل ٹریننگ کالج - بی ایڈ میں داخلہ

بی - ایڈ میں داخلہ کے لئے درخواست وصولی کی آخری تاریخ ۱۲/۱۱/۶۶ ہے -

(پ - ٹ ۶۶ - ۱۰ - ۱۲)

پاکستان ویسٹرن ریلوے میں درجہ دوم کی اسامیاں صرف بڑے امیدواران منتخ ریکوڈ لڑن

مکمل درخواست مجوزہ فارم پر ۹/۱۱/۶۶ تک دے سکتے ہیں - قابلیت - میٹرک سیکنڈ ڈویژن کم از کم عمر ۱/۱۱/۶۶ کو ۱۸ تا ۲۵ سال (پ - ٹ - ۱۲/۱۰/۶۶)

(ناظر تعلیم)

احباب محتاط رہیں

محمد بشیر - محمد لطیف پسران مولوی محمد صدیق صاحب سکنہ محلہ ماشکیاں - جلال پور جٹاں - ضلع گجرات کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ جماعت کے ذی مقدرت احباب کی خدمت میں بار بار امداد کے لئے درخواستیں بھیجتے رہتے ہیں - گویا یہ ان کا معمول بن گیا ہے - احباب جماعت آئندہ کے لئے محتاط رہیں اور اگر کسی دوست کے پاس امداد کے لئے ان کی کوئی درخواست آئے تو براہ مہربانی نظارت امور عامہ کو بھجوا دیں (ناظر امور عامہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے

تعمیر مسجد کیلئے زیورات کی پیشکش

احمدی مستورات کے نیک نمونے

ہمارے محسن اعظم حضرت اقدس خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دین اسلام کی حفاظت کے لئے مستورات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک پر اپنے عزیز زیورات اتار کر اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پیش کر دئے -

اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں احمدی مستورات بھی اشاعت اسلام کے لئے قرون اولیٰ کی سی قربانیوں کا نمونہ پیش کر رہی ہیں - چنانچہ ایک خانہ خدا تعالیٰ کی تعمیر کے لئے حسب ذیل بہنوں کو اپنے قیمتی زیورات پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے - اللہ تعالیٰ ہماری بہنوں کی اس قربانی کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں اور ان کے خاندانوں کو ہمیشہ اپنے خاص فضلوں اور برکتوں سے نوازے - آمین -

۱۱۵ - محترمہ بخت بھری صاحبہ محلہ باب الابواب ربوہ - بالیاں طلائی دو عدد

۱۱۶ - محترمہ امۃ الباسط صاحبہ اہلیہ عبدالکریم صاحب شاہد دارالرحمت وسطی ربوہ - بالیاں طلائی دو عدد

۱۱۷ - محترمہ اہلیہ صاحبہ سلیم اختر صاحب ۲۶/ ۴ گلبرگ لاہور انگوٹھی طلائی ایک عدد

۱۱۸ - محترمہ اہلیہ صاحبہ ثاقب صاحب زیروی لاہور ٹیڑیاں چاندی ایک جوڑا

۱۱۹ - محترمہ حبیبہ رشید صاحبہ اہلیہ شیخ رشید احمد صاحب موردگوڈ ٹیکہ طلائی ایک عدد

۱۲۰ - محترمہ عائشہ پروین صاحبہ کراچی کوکا طلائی ایک عدد

ضروری نوٹ :- اخبار الفضل مورخہ ۱/۹/۶۶ صفحہ ۵ پر شائع شدہ فہرست زیورات کے نمبر شمار غلط تحریر ہوگئے ہیں - قارئین کرام ان نمبرات کو ۱۰۶ تا ۱۱۴ درست فرما لیں - (قائمقام وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

ضروری اعلان

ختم شدہ رسید بکوں کے لئے ضروری ہے کہ انسپکٹر بیت المال یا مقامی آڈیٹر کی پڑتال کے بعد نظارت بیت المال کو واپس بھجوا کر رسید حاصل کر لیں - ان کی آخری رسید کی تاریخ سے ایک سال کے اندر نظارت بیت المال کو واپس کر دی جائیں - مگر بہت سی جماعتیں ختم شدہ اور پڑتال کردہ رسید بکیں واپس نہیں بھجوا رہیں - لہذا سیکرٹریان مال کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ مہربانی کر کے ایسی رسید بکیں بذریعہ ڈاک یا دستی واپس کر کے نظارت بیت المال کی رسید حاصل کریں -

(ناظر بیت المال ربوہ)

انعامی امتحان مقابلہ اطفال احمدیہ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے ہر سال اول و دوم آنے والے اطفال کو بالترتیب سال بھر کی پوری و نصف فیس کی رقم بطور انعام دی جاتی ہے - حسب متفقہ فیصلہ مرکزی مجالس عاملہ انصار اللہ و خدام الاحمدیہ یہ امتحان آئندہ اجتماع اطفال احمدیہ کے موقع پر ہوگا - تا بیرونی اطفال بھی شریک ہو سکیں - ہر مجلس خدام الاحمدیہ اپنے مقامی اطفال کا مہربانی کر کے امتحان لے کر اول و دوم آنے والے اطفال کے نام مکرم مہتمم صاحب اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کو حسب ان کے اعلان مجریہ الفضل نمبر ۲۳۳ مورخہ ۱۲/۱۰/۶۶) ان کی خدمت میں ۲۰/۱۰/۶۶ تک ارسال فرمائیے -

نصاب حسب ذیل ہے :-

۱ - رسالہ اخلاقی مضامین (آٹھ آنے)
۲ - رسالہ روزہ (۲۵ - ۰)
۳ - ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے (۱۰ شعر زبانی)
۴ - انٹرویو برائے معلومات عامہ متعلق اسلام و سلسلہ عالیہ احمدیہ

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

● کراچی ۱۴ اکتوبر۔ مرکزی وزیر خزانہ مسٹر عقیلی نے بتایا ہے کہ حکومت نے ایسی کمپنیوں کے خلاف سخت کارروائی کی ہے جو منافع نہیں دکھاتیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے بازار حصص میں استحکام پیدا کرنے کے لئے بھی سخت اقدامات کئے ہیں۔

انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ جن کارخانوں نے منافع نہیں دکھایا ان کے مالکان کو اپنی صنعتوں میں اضافہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اگر ایسے لوگوں کو اجازت دی گئی تھی تو وہ ختم کر دی گئی ہے اور سرکاری اداروں سے کہا گیا ہے کہ وہ کوئی قرضہ نہ دیں۔ انہوں نے توقع ظاہر کی ہے کہ کارخانہ داران حالات سے سبق سیکھیں گے اور وہ صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے ضروری اقدامات کریں گے۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ حکومت صنعت کاروں پر زور دے رہی ہے کہ وہ ماضی کی عادتیں ترک کر دیں۔ اور سرکاری مراعات سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں حکومت اب تک نرمی برتتی رہی ہے لیکن اب وہ اس صورت حال کو ختم کرنے کے لئے سخت اقدامات کرے گی۔

● نئی دہلی ۱۴ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ شدید اقتصادی بحران کے باعث بھارت اپنے چوتھے پنج سالہ ترقیاتی پروگرام میں بڑے پیمانے پر تخفیف کرنے پر مجبور ہو گیا ہے اور متعدد کارخانوں کے قیام کا منصوبہ ترک کر دیا گیا ہے جن میں فولاد کے دو کارخانے بھی شامل ہیں۔

● ڈھاکہ ۱۴ اکتوبر۔ پاکستان کے سابق وزیر قانون اور ڈھاکہ ہائیکورٹ کے جج مسٹر محمد ابراہیم کل صبح ڈھاکہ میں انتقال کر گئے۔

● واشنگٹن ۱۴ اکتوبر۔ امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈین رسک نے اعلان کیا ہے کہ امریکہ ویٹ نام میں اپنی فوجی طاقت کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرے گا۔ اور وسیع پیمانے پر ایسی جنگ سے گریز کریگا جو ہائیڈروجن ہتھیاروں کی عالمی جنگ پر منتج ہو ہمیں ان غلطیوں کو فراموش نہیں کرنا چاہئے جو دوسری عالمگیر جنگ کا سبب بنی تھیں۔

مسٹر رسک نے گزشتہ شب تقریر کرتے ہوئے ان لوگوں پر نکتہ چینی کی جو یہ چاہتے ہیں امریکہ ویٹ نام کی جنگ ترک کر دے اور ان کو بھی ہدف تنقید بنایا جو یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ویٹ نام کی جنگ کو جلد از جلد ختم کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ طاقت استعمال کی جائے۔ انہوں نے کہا۔ امریکہ ویٹ نام کی جنگ کو جلد از جلد ختم کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ طاقت استعمال کی جائے۔ انہوں نے کہا امریکہ اور ویٹ نام میں اس لئے موجود ہے کہ اس پر شمال کی جانب سے جارحیت ہوئی ہے

● راولپنڈی ۱۴ اکتوبر۔ پاکستان اور چین کے درمیان جہازرانی کا معاہدہ ۲۰ اکتوبر کو ہو گا۔ معاہدہ پر راولپنڈی میں دستخط کئے جائیں گے اس سلسلے میں چین کا ایک وفد کل کراچی پہنچ گیا جس کی قیادت چین کے شعبہ جہازرانی کے قائم مقام ڈائرکٹر مسٹر ڈنگ یو منگ کر رہے ہیں۔ وفد کی آمد کے فوراً بعد جہازرانی کے معاہدہ کی بات چیت شروع ہو گئی۔ بتایا گیا ہے کہ چینی وفد دونوں ملکوں کی مشترکہ جہازرانی سروس شروع کرنے کے سوال پر بھی غور کرے گا۔

● لاہور ۱۴ اکتوبر۔ ثانوی تعلیمی بورڈ کے کنٹرولر امتحانات نے اعلان کیا ہے کہ ۱۹۶۷ء کے میٹرک کے امتحانات ۴ مارچ سے شروع ہوں گے۔ ڈیٹ شیٹ کے مطابق میٹرک (آرٹس) کا امتحان ۴ مارچ سے اور میٹرک سائنس کا امتحان ۲۵ مارچ سے شروع ہو گا۔

انٹرمیڈیٹ کے امتحان ۲۵ اپریل ۱۹۶۷ء سے ہوں گے۔ ادیب فاضل کے امتحانات کے لئے ۳۰ مئی کی تاریخ مقرر کی گئی ہے

● قاہرہ ۱۴ اکتوبر۔ نہر سویز کے علاقے میں بحیرہ قلزم میں تیل ملا ہے۔ یہ بات قاہرہ کے نیم سرکاری اخبار الاہرام نے بتائی ہے اخبار کا کہنا ہے کہ اس علاقے میں تیل کے وسیع ذخائر موجود ہیں۔

منڈی بہاؤالدین کے احباب

الفضل کا تازہ پرچہ

مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب

سیکرٹری مال جماعت احمدیہ منڈی بہاؤالدین سے حاصل کریں

(مینیجر)

صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ

کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

"اس وقت چونکہ سلسلہ کو بہت سی مالی ضرورتیں پیش آ گئی ہیں جو عام آمد سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اس فوری ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ جماعت کے افراد میں سے جس کسی نے اپنا روپیہ کسی دوسری جگہ بطور امانت رکھا ہوا ہے وہ فوری طور پر اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں بطور امانت (صدر انجمن احمدیہ) داخل کر دے تا کہ فوری ضرورت کے وقت ہم اس سے کام چلا سکیں۔ اس میں تاجروں کا وہ روپیہ شامل نہیں جو تجارت کے لئے رکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی زمیندار نے کوئی جائداد بیچی ہو اور آئندہ وہ کوئی اور جائداد خریدنا چاہتا ہو تو ایسے لوگ صرف اتنا روپیہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو فوری طور پر جائداد کے لئے ضروری ہو۔ اس کے سوا تمام روپیہ جو بینکوں میں دوستوں کا جمع ہے سلسلہ کے خزانہ میں جمع ہونا چاہیئے"

امید ہے کہ احباب جماعت حضور رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنی رقوم جلد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بھجوائیں گے۔

افسر خزانہ
صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ

وصیت

نوٹ: مندرجہ ذیل وصیت مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جاری ہے تا کہ اگر کسی صاحب کو اس وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ قادیان۔)

وصیت نمبر ۱۳۶۴۰۔ میں فرحت اختر زوجہ صالح محمد اللہ دین قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سکندر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ جون ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) ایک عدد سونے کا ہار (۲) ایک طلائی سیٹ جو ہار ایک جوڑا اور ایک انگوٹھی پر مشتمل ہے وزن ۳½ تولہ۔ (۳) طلائی زنجیر وزن ۲ تولہ (۴) سونے کی ٹاپس۔ دو انگوٹھیاں اور ایک جوڑا بالیاں ۲ تولہ (۵) سونے کی چوڑیاں ۳ تولے۔ (۶) چاندی کے بٹن اور کانوں کے آویزے وزن ۴ تولے۔ کل ۱۵ تولہ سونا اور ۴ تولہ چاندی جس کی قیمت اندازاً تین ہزار روپیہ ہے۔ ایک سلائی کی مشین جس کی قیمت اندازاً ایک ہزار روپیہ ہے اور میرا مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہے جس میں دو ہزار کی مالیت کا زیور شامل ہے جس کی تفصیل اوپر دی جا چکی ہے۔ اب مہر کی رقم کے مبلغ تین ہزار روپے میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ میں بقائمی ہوش و حواس اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر وصیت کرتی ہوں کہ اپنی جائداد اور مہر کی رقم کے 1/5 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہے اور اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے 1/5 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی مجھے اپنے شوہر سے ۱۵/- روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے اس کے 1/5 حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ سوائے اس جیب خرچ کے میری اس وقت کوئی ذریعہ آمد نہیں ہے اگر کسی وقت کوئی ذریعہ آمد ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔

العبد: فرحت اختر اہلیہ صالح محمد اللہ دین
گواہ شد: محمد عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد
گواہ شد: صالح محمد اللہ دین خاوند موصیہ۔

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (مینیجر)

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کی تدفین

(بقیہ صفحہ اوّل)

اور بیرون جات سے آئے ہوئے ہزارہا احباب نے مسجد مبارک میں حضور ایدہ اللہ کی اقتداء میں ادا کی۔ ساڑھے چار بجے نماز عصر سے فارغ ہو کر جملہ احباب حضرت مولانا شمس صاحب رض کے مکان پر پہنچے اس دوران میں آپ کی بڑی صاحبزادی امۃ الحفیظ شمس صاحبہ اور داماد مکرم ملک نسیم احمد صاحب پلیڈر ڈیرہ غازیخان سے ربوہ پہنچ چکے تھے۔ ساڑھے چار بجے سہ پہر سے کچھ دیر بعد جنازہ اٹھایا گیا۔ اس خیال سے کہ سب احباب کندھا دے سکیں چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے تھے۔ اس طرح ہزاروں احباب کے کندھوں پر پہنچ مقبرہ پہنچا۔ جہاں جنازہ کو پہلے مقبرہ کے وسیع میدان میں رکھا گیا۔ پانچ بجے سہ پہر سے چند منٹ قبل حضور ایدہ اللہ نے وہاں تشریف لاکر نماز جنازہ پڑھائی۔ اور پھر جنازہ کو کندھا بھی دیا۔ جنازہ کھلے میدان سے اٹھا کر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس قطعہ خاص میں لاکر رکھا گیا جس میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رض حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری رض حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل رض اور بعض دیگر بزرگ صحابہ رض مدفون ہیں تابوت کو قبر میں اتارنے میں خود حضور ایدہ اللہ نے بھی حصہ لیا۔ پھر حضور تدفین مکمل ہونے تک وہیں ٹھہرے رہے ساڑھے پانچ بجے شام قبر تیار ہونے پر حضور نے دعا کرائی جس میں جنازہ کے ساتھ آئے ہوئے ہزاروں احباب شریک ہوئے۔

حالاتِ زندگی

حضرت مولانا شمس صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی اور نہایت مخلص و فدائی صحابی حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند تھے حضور علیہ السلام نے حضرت میاں امام الدین صاحب رض اور ان کے بھائیوں حضرت میاں جمال الدین صاحب رض اور حضرت میاں خیر الدین صاحب رض کے اخلاص اور جذبۂ خدمت و فدائیت کا اپنی کتب میں متعدد جگہ تعریفی کلمات میں ذکر فرمایا ہے حضور نے ان تینوں بھائیوں کو ۳۱۳ اصحاب کبار کی فہرست میں بھی شامل فرمایا۔

حضرت مولانا شمس صاحب ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن کی عمر میں آپ کو اپنی والدہ صاحبہ محترمہ کے ہمراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ شروع ہی سے مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم پائی۔ جس زمانہ میں آپ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض بھی مدرسہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ آپ نے ۱۹۱۹ء میں جامعہ احمدیہ قادیان سے مولوی فاضل پاس کیا۔ اس کے بعد آپ کو بطور مبلغ سلسلہ خدمت دین بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ انہی کے فیض صحبت و تعلیم و تربیت سے علوم دینیہ بالخصوص درس و تدریس اور تحریر و تقریر میں مہارت حاصل کی اور بالآخر میدان تبلیغ و مناظرہ کے بفضل اللہ تعالیٰ شہسوار ثابت ہوئے جوانی ہی کی عمر میں آپ نے علمی اور دینی موضوعات پر برصغیر کے مختلف شہروں میں بلند پایہ لیکچر دیئے اور مختلف مذاہب کے عالموں کے ساتھ اسلام کے نمائندہ کی حیثیت سے معرکہ کے بڑے ہی کامیاب مناظرے کئے اور اس میدان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا نام پیدا کیا

نہایت قابل قدر خدمات

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہانت بیدار مغزی اور تحریر و تقریر کی غیر معمولی صلاحیتیں عطا کرنے کے علاوہ علم و معرفت کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا تھا اور قرآنی الفاظ میں بھی آپ کو حصہ وافر بخشا تھا سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاص توجہ نظر شفقت اور قوت قدسی نے آپ کی غیر معمولی صلاحیتوں، باطنی پاکیزگی اور تقویٰ و طہارت کو اور جلا بخشی اور اس طرح اس سونا نے کندن میں تبدیل ہو کر حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت قدسیہ اور خلافت حقہ کے حق میں ایک زندہ و پائندہ دلیل کی صورت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت ثانیہ کے مقدس و بابرکت اور عظیم الشان دور میں نہایت قابل قدر خدمات بجالانے اور حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو بننے کے لئے چن لیا تھا۔ چنانچہ اسی رفیع الشان دور میں آپ کو نہایت گراں بہا خدمات بجالانے کی توفیق ملی خواہ کیا بیرونی ممالک میں پیغام حق کی اشاعت کے لحاظ سے کیا برصغیر کے کونہ کونہ میں اسلام کی تائید و حمایت اور حق کی منادی اور دشمنان اسلام کا مونہہ بند کرنے کے لحاظ سے، کیا جماعت کی علمی اور تربیتی ترقی کے لحاظ سے کیا بعض مرکزی اداروں کے انتظام اور نگرانی کے لحاظ سے کیا اندرونی اور بیرونی فتنوں کے استیصال میں حضرت المصلح الموعود رض کے معاون و مددگار کے لحاظ سے، کیا ملکانہ تحریک کشمیر مقدمہ بہاولپور کی پیروی اور فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں جماعت کی دفاعی جدوجہد میں پیش پیش رہنے کے لحاظ سے کیا حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علالت کے زمانہ میں حضور رض ہی کی زیر ہدایت حضور کی نیابت میں خطبات دینے اور جلسہ ہائے سالانہ میں حضور رض ہی کی املا کرائی ہوئی تقاریر اور پیغامات کو جذبہ و جوش کے ساتھ پراثر انداز میں پڑھ کر سنانے کے لحاظ سے۔ الغرض جس لحاظ سے بھی دیکھا جائے خدمت اسلام اور خدمت سلسلہ کے ہر شعبہ اور ہر میدان میں آپ کی جلیل القدر خدمات کا ریکارڈ ایسا قابل قدر اور شاندار ہے کہ جو آنیوالی نسلوں کے لئے اپنے رنگ میں مشعل راہ ثابت ہوگا اور ان کو بھی اسلام اور خدمات سلسلہ بجالانے پر ابھارتا رہیگا ان شاء اللہ العزیز وباللہ التوفیق۔

جلیل القدر کارنامے

مختصراً آپ کے کارناموں میں حسب ذیل امور کو نمایاں حیثیت حاصل ہے آپ کو دو سال ملکانہ میں خدمت اسلام بجالانے کا موقعہ ملا۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۸ء تک دمشق میں نہایت جانفشانی سے خدمت دین بجالاتے رہے جہاں ۱۹۲۷ء کے اواخر میں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوبارہ زندگی عطا فرمائی ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۱ء تک فلسطین میں فریضہ تبلیغ ادا کیا اسی اثناء میں دو دفعہ چھ چھ ماہ کے لئے مصر بھی تشریف لے گئے آپ کے قیام فلسطین کے دوران آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے بھائی محترم بشیر احمد صاحب نے وفات پائی اور وطن سے دور و مہجور ہونے کی حالت میں آپ کو اپنے بھائی کی مفارقت کا صدمہ اٹھانا پڑا ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۶ء تک انگلستان میں نہایت خوش اسلوبی سے تبلیغی فرائض سر انجام دیئے کئی انگریز آپ کے ذریعہ مشرف بہ اسلام ہوئے اسی دوران میں دوسری عالمگیر جنگ لڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر آپ کو بھی مسجد کو بھی اور مشن ہاؤس کو بھی محفوظ رکھا۔ گھر بار اور بیوی بچوں سے اس طویل جدائی کے دوران ہی آپ کے والد بزرگوار حضرت میاں امام الدین صاحب رض کا وصال ہوا اور یہ صدمہ عظیم بھی آپ کو اسی غربت کی حالت میں مومنانہ صبر کے ساتھ برداشت کرنا پڑا انگلستان سے واپس تشریف لانے کے بعد پارٹیشن کے وقت ایک نہایت نازک دور میں جب کہ قادیان چاروں طرف سے محصور ہو چکا تھا۔ کچھ عرصہ کے لئے آپ کو قادیان میں امیر مقرر کیا گیا۔ یہ نازک ذمہ داری بھی آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے ادا کی پاکستان آنے کے بعد نئے مرکز کے قیام کے وقت ایک اور بہت بڑی سعادت آپ کے حصہ میں آئی اور وہ یہ کہ جب ۱۶ ستمبر ۱۹۴۸ء کو رتن باغ لاہور میں نئے مرکز کا نام تجویز کرنے کے لئے ایک میٹنگ ہوئی اور اس میں مختلف اصحاب کی طرف سے مختلف نام تجویز کئے گئے تو آپ نے اس کے لئے ربوہ نام تجویز کیا جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منظور فرمالیا۔ اور ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اس کا اعلان کر دیا گیا اس کے بعد آپ مرکز میں مختلف عہدوں پر فائز رہے ان میں ناظر تالیف و تصنیف ناظر اصلاح و ارشاد، مینجنگ ڈائریکٹر الشرکۃ الاسلامیہ اور صدر مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی کے عہدے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وفات کے وقت تک آپ بیک وقت موخر الذکر تینوں عہدوں پر فائز تھے سالہا سال تک آپ نے ان گراں بہا ذمہ داریوں کو اٹھائے رکھا اور بہت خوش اسلوبی سے انہیں نبھایا۔ قیام پاکستان کے بعد سے آپ مسلسل صدر انجمن احمدیہ مرکزیہ کے ممبر چلے آ رہے تھے۔ متعدد بار آپ نے بحیثیت قائمقام ناظر اعلیٰ کے بھی خدمات سرانجام دیں۔ آپ مجلس انصار اور مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی مجلس عاملہ کے بھی رکن تھے موخر الذکر مجلس میں آپ نے سالہا سال تک مسلسل مختلف بنیادوں میں قائد کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں وفات کے وقت آپ کے پاس اس مجلس میں قائد تعلیم کا عہدہ تھا۔

قلمی خدمات

آپ کی قلمی خدمت میں ان لاتعداد بیش قیمت مضامین کے علاوہ جو آپ نے سلسلہ کے اخبارات اور رسائل و جرائد میں شائع فرمائے نیز ان ٹھوس علمی تقاریر کے علاوہ جو آپ نے جلسہ ہائے سالانہ میں لکھ کر پڑھیں متعدد نفیس کتب بھی شامل ہیں ان میں سے ۱۔ تبلیغی خط ۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں۔ ۳۔ شرح القصیدہ ۴۔ نمبرہ ۵۔ خلافت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۔ نبیوں کا سردار ۷۔ دس سوالوں کا جواب، ۸۔ مقدمہ بہاولپور اور ۹ Where did Jesus die? ۱۰ Jesus خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

الغرض آپ کی قلمی و لسانی، قولی و فعلی تبلیغی و تربیتی اور تنظیمی خدمات کا ریکارڈ بہت شاندار ہے اسی لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبات اور تقاریر میں بارہا آپ کی خدمات کا ذکر کیا اور ان پر پسندیدگی اور خوشنودی کا اظہار فرمایا حتیٰ کہ ۱۹۵۶ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل اطال اللہ بقاءہ اور محترم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم مرحوم کی معیت میں آپ کو بھی خالد کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

اولاد

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے محترم مولانا شمس صاحب مرحوم کو سات بچے عطا فرمائے

(باقی صفحہ ۵ پر)